پاکستان میں زرعی اصلاحات کا نفاذ اور اسلامی تعلیمات-ایک جائزہ

سعدیہ گلزار*
عطیہ نذیر*

ABSTRACT:

Basically, land reforms are essential for distribution of land. These reforms can entail several economic and social benefits. Land reforms are always formulated to devise a strategy for better production, they alleviate poverty and increase agricultural development. In Pakistan, feudal system causes several problems such as functional inequality, poverty and food insecurity which in turn become barriers in economic development. These problems lead to a debate on land tenure system and land reforms. Pakistan have seen three major land reforms in its history: first during the martial law of Ayub Khan in 1959 and two other in the era of Zulfiqar Ali Bhutto in 1970s. However, these reforms have not been implemented due to multiple reasons. This research paper reviews the land reforms in Pakistan and Islamic teachings on the subject.

پاکستان کی معیشت میں شعبہ زراعت ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔دیگر شعبہ ہائے جات کی ترقی بھی اسی شعبہ کے مرہون منت ہے۔مثلاً صنعتوں کے لیے خام مال کی فراہمی شعبہ زراعت کے ذریعے سے ہی ممکن ہے۔نیز آبادی کا زیادہ تر حصّہ دیہاتوں میں رہنے کی وجہ سے شعبہ زراعت سے منسلک ہے۔اس شعبہ کی بہتری سے زرعی خوراک میں خودکفالت،غربت میں کمی اور روزگار کے مواقع میں اضافہ ممکن ہے۔لیکن پاکستان میں جاگیرداری نظام شعبہ زراعت کی پسماندگی کی ایک اہم وجہ ہے۔اس نظام کی وجہ سے مزارع اور زمیندار کے درمیان تنازعات اور ارتکاز دولت میں اضافہ ہو رہا ہے۔متعدد زرعی مسائل اور اس شعبے کی ترقی کے لیے ۱۹۵۸ء اور ۱۹۷۲ء میں کی جانے والی زرعی اصلاحات قابل ذکر ہیں۔زرعی اصلاحات کا مقصد تقسیم دولت میں بہتری اور مزارعین کو زمین کی فراہمی تھا۔۱۹۵۸ء میں صدر ایوب خان نے مغربی پاکستان میں اصلاحات اراضی کے لیے ایک کمیشن قائم کیا۔کمیشن نے ۲۰ جنوری ۱۹۵۹ء کو صدر کو رپورٹ پیش کی۔اس کے تحت زرعی اصلاحات کی نمایاں خصوصیات مندرجہ ذیل تھیں:

* ڈاکٹر،لیکچرار شعبہ علوم اسلامیہ،لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی،لاہور sadiagulzar_LCWU@yahoo.com
** پرنسپل گورنمنٹ کالج برائے خواتین،کوٹ مومن gc.women.kotmomin.hed@gmail.com
تاریخ موصولہ: ۲۰۱۴/۱/۴ء

- کسی شخص کی ملکیت میں ۱۵۰۰ ایکڑ نہری یا ۱۰۰۰ ایکڑ بارانی رقبہ سے زیادہ رقبہ نہیں ہوگا۔ مالکان اراضی کو یہ اختیار ہو گا کہ وہ اپنی زمین میں سے جہاں سے چاہیں رقبہ منتخب کرلیں۔
- زمینداروں سے فالتو زمین حکومت حاصل کرلے گی اور اس کے عوض ان کو معاوضہ دیا جائے گا۔ یہ فالتو زمین کاشتکاروں کو قیمت ادا کرنے کے بعد منتقل کردی جائے گی۔ کاشتکار قیمت کی ادائیگی قسطوں میں کریں گے۔
- تمام جاگیریں منسوخ کردی جائیں گی۔
- زمین کی ذیلی تقسیم اور انتشار کو روکا جائے گا۔
- مزدوروں کے کام کی شرائط کو بہتر بنایا جائے گا(۱)۔

ان سفارشات کو حکومت نے قبول کرلیا۔ زمین کے مالکان کو بانڈز کے ذریعے معاوضے دینے کا پروگرام بنایا گیا۔ زمین کی حد ایک خاندان کی بجائے ایک فرد تک محدود رکھی گئی۔ جس کی وجہ سے عملی طور پر ان معاشی اصلاحات کا فائدہ دیکھنے کو نہ آیا۔ ماہرین اقتصادیات نے زرعی اصلاحات کے عملی نفاذ میں کمزوریوں اور بڑے زمینداروں کو فیاضانہ دیے جانے والے الاؤنسز کی وجہ سے ان اصلاحات کو محض تبدیلی (Cosmetic Change)(۲) اور عمر نعمان نے محض مشق (Cosmetic Exercise) کا نام دیا ہے(۳)۔ صدر ایوب خان کی زرعی اصلاحات کے نفاذ میں ناکامی کے بعد یکم مارچ ۱۹۷۲ء کو وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو نے زرعی اصلاحات کا اعلان کیا۔ جس کے اہم نکات مندرجہ ذیل ہیں:

- ایک فرد کی نہری زمین کی حد ملکیت ۱۵۰۰ ایکڑ سے کم کرکے ۱۵۰ ایکڑ کی جائے گی اور بارانی زمین کی حد ملکیت ۱۰۰۰ ایکڑ سے ۳۰۰ ایکڑ کی جائے گی۔ ایسا شخص جس نے ۲۰ دسمبر ۱۹۷۱ء سے پہلے ٹریکٹر خریدا ہو یا ٹیوب ویل لگایا ہوا سے ۱۵ ہزار پیداواری یونٹ کے علاوہ مزید تین ہزار پیداواری یونٹ رکھنے کی اجازت ہوگی۔
- تمام زمین جو زمینداروں سے ضبط کی جائے گی اسے بلا معاوضہ کاشتکاروں کے حوالے کیا جائے گا۔
- وہ تمام مراعات اور چھوٹ جو ۱۹۵۹ء کی زرعی اصلاحات کے تحت دی گئی تھیں ختم کردی جائیں گی۔ تاہم معروف تعلیمی اداروں کو دی جانے والی رعایتیں برقرار رکھی جائیں گی۔
- تمام شکارگاہوں کو قومی تحویل میں لیا جائے گا اور انہیں کاشتکاروں میں تقسیم کیا جائے گا۔ ماسوائے تاریخی شکارگاہوں کے جن کو قومی تحویل میں نہیں لیا جائے گا اور ان کو عوامی دلچسپی کے مطلوب ہونے پر اجارہ پر دیا جائے گا۔ نیز اس معاملہ میں سابقہ مالکان کو ترجیح دی جائے گی۔
- ۲۰ دسمبر ۱۹۷۱ء کے بعد قومی تحویل میں لی گئی کسی بھی زمین کی تحفہ وغیرہ کے ذریعے منتقلی غیر قانونی ہوگی۔
- بلوچستان کے پٹ فیڈر کے علاقے کی اراضی (سرکاری زمینوں کو جن کے بڑے بڑے رقبوں پر بارسوخ افراد نے قبضہ کرلیا تھا) کو قومی تحویل میں لیا جائے گا اور اس کو بلوچستان کے غریب کاشتکاروں میں تقسیم کیا جائے گا۔

- وہ سرکاری ملازم جنہوں نے ملازمت کے دوران یا بعد از ریٹائرمنٹ دو سال کے اندر ۱۰۰ ایکڑ سے زائد زمین حاصل کی ہوگی اس کو ضبط کر لیا جائے گا۔
- دفاعی بیلٹ کے سرحدی علاقے سے اندرونی محفوظ علاقے تک تبادلے کے ذریعے حاصل کی گئی زمین کی ملکیت منسوخ کر دی جائے گی۔
- تمام سرکاری زمینیں بے زمین کاشتکاروں یا قابلِ گزارہ سے کم زمین والوں کے درمیان تقسیم کی جائیں گی۔سرکاری زمین کی نیلامی پر پابندی عائد ہوگی۔سرکاری زمین کی قیمت کاشتکاروں سے آسان قسطوں میں وصول کی جائے گی۔
- جاگیردار کو بٹائی کا حصّہ اور لگان کی عدم ادائیگی کی صورت میں کاشتکار کو زمین سے بے دخلی کی اجازت دی جائے گی۔
- آبیانہ اور بیج کے اخراجات کاشتکار کے بجائے زمیندار اٹھائے گا۔
- مالیہ اکٹھا کرنے کے نظام کو سادہ بنانے کے لیے کمیشن قائم کیا جائے گا۔
- پیداوار میں اضافہ کے لیے بیج، کھادیں، قرضے اور منڈی کی سہولیات اور ان کے بارے میں کسانوں کو معلومات فراہم کی جائیں گی(۴)۔

ان زرعی اصلاحات کے نتیجے میں ۱۹۷۲ء سے مارچ ۱۹۷۷ء کے اختتام تک ۱۰۲۶۵ افراد نے فائلیں جمع کروائیں اور ۲۲۹۸ مالکان سے زمین کو قومی تحویل میں لیا گیا۔کل ۱.۱۶ ملین ایکڑ زمین قومی تحویل میں لی گئی، جن میں سے ۱۶۹ء۰ ایکڑ زمین ۵۱۷۰۷ چھوٹے کسانوں اور مزارعوں میں تقسیم کی گئی(۵)۔

مارشل لا (صدر ایوب خان) اور وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کی زرعی اصلاحات میں کوئی خاص فرق نہیں تھا۔ان دونوں کے ادوار کی زرعی اصلاحات میں ایس ایم نسیم مندرجہ ذیل مماثلتیں بیان کرتے ہیں:

۱۔ پہلی یہ کہ قانون سازی کی رُو سے دستبردار ہونے والی زمین میں سے انتخابِ زمین کا اختیار زمیندار کو تھا، زمینداروں نے ناقابل کاشت رقبہ کو چھوڑا۔اس سے ناقابل کاشت زمین کے تناسب میں انتہائی اضافہ ہوا۔

۲۔ تقسیم سے مالکانِ زمین کو جو سہولیات فراہم کی گئیں، اس سے ان کی حوصلہ افزائی ہوئی اور درمیانے درجے کی معاشی ملکیت میں اضافہ ہوا۔

۳۔ زرعی اصلاحات پر عملدرآمد بیورکریسی کے ذریعے انجام پانا تھا لیکن یہ عملہ کرپشن اور بڑے زمینداروں کے اثرات قبول کرنے میں بدنام تھا۔

نتیجے کے طور پر زمین کو چھپا لیا گیا۔ریکارڈ بدل دیے گئے۔غیر قانونی انتقال زمین میں اضافہ ہوا(۶)۔عمر نعمان اس حوالے سے لکھتے ہیں کہ انتظامی عملہ بڑے زمینداروں کے کنٹرول میں رہا اور ان کو غلط استعمال میں لایا گیا۔زمینوں سے پیپلز پارٹی کے وفادار حمایتیوں کو نوازا گیا(۷)۔

ظاہری طور پر زرعی اصلاحات کا مقصد ارتکاز دولت میں کمی اور مزارعین کو زمین کی فراہمی تھا تاکہ قابل کاشت رقبہ اور زرعی پیداوار میں اضافہ ہو۔لیکن ان اصلاحات کا حقیقی مقصد پیپلز پارٹی کی حکومت کی مضبوطی کے لیے عوام کی سیاسی وفاداری حاصل کرنا تھا۔اس وجہ سے زرعی اصلاحات کے مثبت نتائج سامنے نہ آسکے۔ذیل میں زرعی اصلاحات کا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے۔

جہاں تک افراد کو زمینوں سے بے دخل کرنے کا سوال ہے تو حکومت زبردستی کسی کو زمینوں سے بے دخل نہیں کر سکتی۔تاہم فلاح عامہ کے لیے اس پالیسی میں مندرجہ ذیل باتیں مدنظر رکھی جانی ضروری تھیں:

- آیا جاگیرداروں نے زمینوں پر ناجائز قبضہ تو نہیں کیا ہوا؟
- آیا جاگیرداروں کی ملکیتِ زمین کی وجہ سے ارتکاز دولت کو تو تقویت نہیں مل رہی؟
- آیا ملک کی زمینوں پر جاگیردار طبقہ تو قابض نہیں جب کہ عوام غربت اور افلاس کا شکار ہیں؟
- اگر فلاح عامہ کے لیے زمین تقسیم کی گئی تو اس کا کیا معیار وضع کیا گیا؟

ذیل میں ان تمام نقاط کا تفصیل سے جائزہ لیا گیا ہے۔

آیا جاگیرداروں نے زمینوں پر ناجائز قبضہ تو نہیں کیا ہوا؟

اگر جاگیرداروں نے زمینوں پر ناجائز قبضہ کیا ہوا ہو اور ان کا ناجائز قبضہ ثابت ہو جائے تو زمینیں غاصبین سے لے کر اصل مالکان کو واپس کی جانی چاہئیں۔اس کی ایک واضح مثال حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا طرز عمل ہے۔انھوں نے غاصبین سے جائیدادیں لے کر اصل مالکوں کو لوٹا دیں۔حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے حقوق کی واپسی سب سے پہلے اپنی ذات سے شروع کی۔جو زمین اور سامان ان کے قبضے میں تھا اس پر نظر ڈالی اور ادا کر کے اس سے بری ہو گئے۔حتی کہ ایک انگوٹھی کا نگ دکھا کر کہا کہ یہ ان اشیاء میں سے ہے جو مجھے ولید عبدالملک نے اس مال میں سے دیا تھا جو ان کے پاس مغرب سے آیا تھا اور اس کو بھی خزانے میں جمع کروا دیا(۸)۔اس کے بعد آپؒ نے حقوق کی واپسی اپنے اعزہ سے شروع کی۔جو حقوق ان لوگوں کے قبضے میں تھے انھوں نے واپس کرا دیے۔بعد میں دوسروں کے ساتھ بھی یہ ہی کیا(۹)۔آپؒ حضرت معاویہؓ کے وقتِ خلافت تک کے حقوق واپس دلاتے رہے۔انھوں نے حضرت معاویہؓ کے ورثا کے قبضے میں سے حقوق واپس لیے۔حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے حقوق (یعنی وہ جائیداد اور اسباب جو ناحق لوگوں کو مل گیا تھا) لے کر بیت المال میں جمع کرا دیا۔اگر بیت المال میں کسی کا حق آ گیا تو اسے بھی واپس کر دیا(۱۰)۔ابوبکر محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ حضرت عمرؒ بن عبدالعزیز نے مجھے لکھا کہ دفاتر کو حقوق سے پاک کرو، ہر اس ظلم کو دیکھو جو مجھ سے پہلے کسی مسلم یا معاہد کے حق میں ہوا اور اس کو اسے واپس کر دو۔اگر ان کے مالک مر چکے ہوں تو وہ ان کے وارثوں کو واپس کر دو(۱۱)۔

وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کے دور میں حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے طریقہ کار پر عمل ہونا چاہیے تھا کیونکہ اس لائحہ عمل سے ناجائز زمینوں کی واپسی ممکن تھی۔ چاہیے یہ تھا کہ وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو زرعی اصلاحات کا آغاز اپنی ذات، اپنے خاندان اور اپنے علاقے سے کرتے۔لیکن اس کے برعکس وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کی ملکیت میں جو ۲۲ سو ایکڑ زمین تھی اس پر زرعی اصلاحات کا اطلاق نہیں کیا گیا۔سندھ میں خاندانی زرعی زمین ہونے کے باوجود نہ صرف خاندان کے افراد کو زرعی اصلاحات سے بری رکھا بلکہ سندھ میں تو زرعی اصلاحات ہی نہ ہونے کے برابر تھیں۔عصر حاضر میں بھی زرعی اصلاحات کا آغاز سیاسی اثر و رسوخ رکھنے والے جاگیرداروں سے ہونا چاہیے تاکہ ارتکاز دولت میں کمی آسکے اور مزارعین کو بھی ریلیف مل سکے۔

آیا جاگیرداروں کی ملکیتِ زمین کی وجہ سے ارتکاز دولت کو تو تقویت نہیں مل رہی؟

جاگیردار طبقہ کی ملکیتِ زمین ارتکاز دولت کا سبب بن رہی ہو تو ان سے زمینیں لینے کے لیے پالیسیاں بنائی جاسکتی ہیں کیونکہ حضرت عمرؓ کے دور میں عراق و شام اور سواد میں حلوان وقادسیہ کی زمینوں کو فوجیوں میں تقسیم نہیں کیا گیا (۱۲)۔ انہوں نے واضح کیا کہ بعد میں آنے والے لوگوں کے خیال سے مفتوحہ علاقہ فوجیوں میں تقسیم نہیں کیا گیا (۱۳)۔ اس کا بنیادی مقصد ارتکاز دولت کے ذرائع کا سد باب کرنا تھا۔ کیونکہ وہ نہیں چاہتے تھے کہ زمین کی ملکیت ایک محدود طبقہ میں مرتکز ہو کر رہ جائے اور باقی افراد اس سے محروم ہیں۔ آپ کی اس پالیسی سے جاگیرداری نظام پروان نہ چڑھ سکا۔عرب گلہ بان تھے اور ان کو زراعت سے دلچسپی برائے نام تھی۔عہد فاروقی میں عراق، مصر، شام کی وسیع و عریض زمین قبضے میں آئی تو حضرت عمرؓ نے زرعی زمین کی اصلاح پر توجہ دی۔طبری کے نزدیک حضرت عمرؓ نے سواد اور ارض جبل کی پیمائش کرا کے انہیں خراج پر اصل کاشتکاروں کے حوالے کیا (۱۴)۔

پاکستان میں جاگیرداری نظام کی وجہ سے ارتکاز دولت کو تقویت مل رہی ہے۔اس صورتحال میں فلاح عامہ کے پیش نظر زرعی اصلاحات ضروری ہیں۔ زمینداروں سے زمینیں لی جاسکتی ہیں لیکن زبردستی لینے کے بجائے ان کو ترغیبات کے ذریعے مائل کیا جانا ضروری ہے۔

آیا ملک کی زمینوں پر جاگیردار طبقہ تو قابض نہیں جبکہ عوام غربت اور افلاس کا شکار ہیں؟

اس صورتحال میں جاگیرداروں سے زمینیں لے کر مزارعین میں تقسیم کی جائیں گی کیونکہ ملکی حالات کے پیش نظر حکومت امراء پر ٹیکس عائد کرسکتی ہے۔اس بارے میں ابن حزمؒ کا موقف ہے کہ اگر بیت المال کا خزانہ اور مال فے فقراء اور اہل ضرورت کی معاشی ضروریات کو پورا نہ کرسکیں تو خلیفہ اہل ثروت پر مزید ٹیکس عائد کرکے ان کی ضروریات کو پورا کر سکتا ہے اور اگر اہل دولت اس میں مانع ہوں تو جبراً وصول کرسکتا ہے (۱۵)۔

وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کے دور میں زمینوں پر ناجائز قبضہ بھی تھا اور صدر ایوب خان کی معاشی پالیسیوں کی وجہ سے

ارتکاز دولت کو بھی تقویت ملی تھی۔ ملک میں غربت وافلاس میں بھی اضافہ ہوا تھا۔ زرعی اصلاحات وقت کی اہم ضرورت تھیں۔ تاہم عوام کی فلاح و بہبود کے پیشِ نظر جاگیرداروں کو مزارعین کو زمینیں دینے کی جانب راغب کیا جاتا اور زمین سے زبردستی بے دخل نہ کیا جاتا۔ حدیث نبوی صلّی اللہ علیہ وسلّم سے مسلمان بھائی کو بلا معاوضہ زمین کی تقسیم کی ترغیب ملتی ہے۔

اگر کوئی تم میں سے مسلمان بھائی کو مفت زمین دے دے تو یہ کرایہ لینے سے بہتر ہے (۱۶)۔

مفتی محمد تقی عثمانی کے نزدیک اگر قوم کا اعتماد حاصل کیا جائے اور ذہنی تربیت کی جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ اپنی زائد از ضرورت زمینیں بھی خوش دلی کے ساتھ پیش کر دیں۔ علاوہ ازیں مالکانِ زمین کو رضامند کر کے بعض قطعاتِ زمین معاوضے کے ساتھ بھی حاصل کیے جاسکتے ہیں (۱۷)۔

حضرت عمر فاروق ؓ کے دورِ حکومت میں اس قسم کی ضرورت پیش آئی تو انہوں نے جبراً لوگوں کی زمینیں چھیننے کے بجائے بجیلۃ کے پورے قبیلے کو اخوت کی بنیاد پر راضی کیا۔ جنگ قادسیہ میں قبیلہ بجیلۃ کی تعداد تمام فوج کا چوتھائی تھی چنانچہ حضرت عمرؓ نے سواد (عراق) کا چوتھائی حصّہ انہیں دیا۔ دو یا تین سال وہ اس پر قابض رہے۔ آبادی میں اضافہ کی وجہ سے وہ علاقہ واپس لے لیا گیا۔ بعض سے بلا معاوضہ اور بعض سے معاوضہ کے ساتھ زمینیں حاصل کیں (۱۸)۔ پاکستان میں عوام غربت وافلاس کا شکار ہیں۔ بھوک کی وجہ سے خودکشی کے واقعات روزمرہ کا معمول بن چکے ہیں۔ ان حالات میں زرعی خوراک کی پیداوار میں اضافہ کے لیے زرعی اصلاحات کا نفاذ ضروری ہے۔

اگر فلاح عامہ کے لیے تقسیمِ اراضی کی گئی تو اس کا کیا معیار وضع کیا گیا؟

اگر یہ دیکھا جاتا کہ ملک میں جاگیردار طبقہ قابض ہے، ارتکاز دولت کو تقویت مل رہی ہے اور جاگیرداروں سے زمین لے کر مزارعین میں تقسیم کی جانی ضروری ہے تو عملی طور پر نیت کا نظر آنا ضروری تھا، جس کا اس دور میں فقدان رہا۔ وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو نے سیاسی بنیادوں پر اور عوام کی وفاداریاں حاصل کرنے کے لیے زرعی اصلاحات کیں۔ عمر نعمان زرعی اصلاحات کے سیاسی مقاصد کے بارے میں لکھتے ہیں:

سیاسی میدان میں زرعی اصلاحات نے پیپلز پارٹی کے دو مقاصد پورے کیے۔ اوّل یہ کہ زرعی اصلاحات کا سرحدی علاقے میں مؤثر ہونا کوئی اتفاق نہیں تھا۔ سرحدی علاقے میں زمین حاصل کرنے والے کسانوں کی شرح، صوبے کے تمام بے زمین مزارعوں کا ۳۳ فیصد تھی۔ اس علاقے میں قابلِ کاشت زمین کا ۱۲ فیصد حصہ دوبارہ تقسیم کیا گیا۔ یہ ایک قابل داد کارنامہ تھا اور تقسیم کے مثبت اثرات کا سرحد میں پیپلز پارٹی کی حمایت بڑھنے میں اہم کردار رہا۔ اس کے باوجود ۱۹۷۲ء کی زرعی اصلاحات سے یہ بات محسوس ہوتی ہے کہ ان اصلاحات کا مقصد صوبے میں عوامی نیشنل پارٹی کے خلاف سیاسی مقاصد حاصل کرنا تھا۔ زرعی اصلاحات کے

ذریعے سیاسی مقاصد حاصل کرنا تو جائز ہو سکتا ہے۔لیکن اس کے ذریعے اپنے سیاسی مخالفین کو دی گئی بدترین سزا (جیسا کہ بلوچی سرداروں مینگل، مری وغیرہ کو دی گئی) نے زرعی اصلاحات کا اصل مقصد ختم کر کے رکھ دیا۔زرعی اصلاحات کا دوسرا مقصد پیپلز پارٹی کے وفادار زمینداروں کو نوازنا بھی تھا۔اقتدار سنبھالنے کے تین سال کے اندر اندر بھٹو نے بائیں بازوں کے رہنماؤں سے پارٹی کو پاک کرنا شروع کر دیا اور پنجاب کے روایتی زمینداروں کے اعلیٰ طبقے کی سرپرستی شروع کر دی۔زمیندار جوق در جوق پیپلز پارٹی کا رخ کرنے لگے، کچھ اس لیے کہ انہیں ترغیب دی گئی تھی اور کچھ انہیں دھمکایا گیا تھا۔پیپلز پارٹی کی رکنیت وہ راستہ تھا جس کے ذریعے وہ اپنی زمینی ملکیت کھونے سے بچ سکتے تھے۔پس زرعی اصلاحات سیاسی سرپرستی کے حصول کا ذریعہ بن گئیں۔طاقتور طبقے نے پیپلز پارٹی تک رسائی کی ضرورت محسوس کی کیونکہ برسر اقتدار پارٹی سے سابقہ تعلق قابلِ ضبط زمین کی پیمائش کم کر سکتا تھا(۱۹)۔

ایس ایم نسیم کا یہ ہی موقف ہے کہ ذوالفقار علی بھٹو کی زرعی اصلاحات کا مقصد غریبوں کی وفاداری حاصل کرنا تھا(۲۰)۔

مندرجہ بالا بحث سے واضح ہوتا ہے کہ ذوالفقار علی بھٹو کے دور میں زرعی اصلاحات کا اصل مقصد سیاسی وفاداریاں حاصل کرنا اور اپنی پارٹی کو مضبوط کرنا تھا تاکہ وہ برسر اقتدار رہ سکیں۔اس مقصد کے تحت پارٹی کے کارکنوں کو زمینوں سے نوازا گیا۔مزارعین کو زمینیں دینے کا ایک معیار ہونا چاہیے تھا۔محض سیاسی بنیادوں پر زمین کی تقسیم درست نہیں تھی۔زمین کی تقسیم سیاسی بنیادوں کے بجائے اہلیت کی بنیادوں پر کی جاتی اور ایسے بے روزگار افراد کو دی جاتی جو زمین کا بہترین استعمال کرتے۔جیسا کہ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے لیز (اجارہ) پر زمینیں زرعی، مویشیوں کے معالجے اور جنگل بانی کے بے روزگار گریجویٹس کے درمیان تقسیم کیں۔اس کی شرائط میں یہ بات شامل تھی کہ جو دس سال تک کاشت کرے گا وہ لیز پر دی گئی زمین کی ملکیت کے حقوق کا اہل ہوگا۔آبپاشی کی سہولت ترجیحی بنیادوں پر فراہم کی جائے گی۔پنجاب حکومت فی ایکڑ زمین دس فیصد مارک اپ اور ۳۶۰۰ روپے اعانے ادا کرے گی(۲۱)۔لیز کی کل مدت ۱۵ سال رکھی گی۔لیز والی اراضی پر صرف سبزیاں اور چارے والی فصلیں کاشت کرنے کی اجازت دی گئی(۲۲)۔

اگرچہ پنجاب حکومت نے زمین کی تقسیم کے لیے افراد کی تعلیمی قابلیت کو معیار بنایا۔تاہم زیادہ تر رقبہ کاشت کے لیے ناموزوں تھا۔منور حسن زرعی گریجویٹس کو زمین دینے کے مقصد کے بارے میں لکھتے ہیں کہ یہ گریجویٹس اپنے علم اور مہارت کی بدولت سبز انقلاب اور خوراک میں انقلاب لائیں گے۔لیکن پنجاب بورڈ آف ریونیو نے لیز کے لیے کاشت کے لیے ناموزوں اور متنازعہ زمینوں کا انتخاب کیا(۲۳)۔زمین کی تقسیم میں موزوں اور غیر متنازعہ زمین کو معیار بنانا ضروری تھا۔زرعی شعبہ کی ترقی کے لیے مندرجہ بالا پہلوؤں کے علاوہ زمین کی آبادکاری کے لیے مندرجہ ذیل حکومتی اقدامات بھی ضروری ہیں۔

زرعی زمین کی آبادکاری اور ترقی کے ذرائع

سرکاری ملکیت میں موجود زمینوں سے شرعی ذرائع سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔شریعت کی رُو سے آبادکاری کے لیے زمینیں احیاءموات،قطعیہ،مزارعت اور لگان پر دی جاسکتی ہیں۔اس طرح زمینوں کو استعمال میں لانے سے قابلِ کاشت رقبے اور پیداوار میں اضافہ ممکن ہے۔ان ذرائع کے بارے میں ذیل میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

ا۔ احیاءموات

احیاءموات سے مراد بنجر اور بے آباد زمینیں ہیں جو کسی کی ملکیت نہ ہوں جیسا کہ حدیث نبوی صلّی اللہ علیہ وسلّم سے ثابت ہوتا ہے:

> جس نے کسی ایسی زمین کو آباد کیا جو کسی دوسرے کی ملک نہ ہو وہی اس کا زیادہ حق دار ہے۔عروہ بن زبیرؓ فرماتے ہیں کہ اس پر حضرت عمرؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں عملدرآمد کیا(۲۴)۔

پاکستان میں صوبہ سندھ اور صوبہ بلوچستان میں کافی رقبہ بے آباد ہے۔ستّر کی دہائی میں بھی یہ ممکن تھا اور آج بھی حکومت مؤثر پالیسی کے ذریعے اس بنجر زمین کو ترقیاتی کاموں کے لیے استعمال میں لانے کی منصوبہ بندی کر سکتی ہے۔زرعی مقاصد کے علاوہ علاقائی ضرورت اور علاقے کے سکولوں کی تعمیر اور صنعتی کارخانوں بالخصوص چھوٹی صنعتوں کے لیے اہلیت کی بنیاد پر زمین تقسیم کی جاسکتی ہے۔اس پالیسی کے ذریعے نہ صرف زمین سے استفادہ ممکن ہے بلکہ بے روزگاری کا مسئلہ بھی حل ہوسکتا ہے،جس سے پاکستان کی معاشی خوشحالی ممکن ہے۔تاہم،بنجر اور بے آباد زمینوں کو آباد کرنے کے لیے حکومت سے اجازت لینی ضروری ہے کیونکہ عصر حاضر میں تمام زمینیں سرکاری ملکیت ہیں۔نیز حکومت کو زرعی اور صنعتی ترقی کے لیے کسانوں کو سہولیات بھی فراہم کرنی چاہئیں تاکہ زمینوں کی آبادکاری ممکن ہوسکے۔زمین کی آبادکاری کی مدت تین سال ہی مقرر ہونی چاہیے،اگر آباد نہ کی جاسکیں تو ان سے واپس لے کر اہلیت کی بنیاد پر افراد میں تقسیم کی جائیں۔یہ مسئلہ فقہاء کرام کے ہاں متفق علیہ ہے۔سالم بن عبداللہ حضرت عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے برسرِمنبر فرمایا کہ جس نے کسی مردہ زمین کو زندہ کیا وہ اسی کی ہے،مگر خواہ مخواہ روک رکھنے کے لیے تین سال کے بعد کوئی حق نہیں ہے(۲۵)۔تاہم عصر حاضر میں کوئی ایسا پلانٹ لگایا جائے جس کے لیے زیادہ عرصہ درکار ہو تو تین سال سے زیادہ مدت دی جاسکتی ہے۔اگر احیاءموات والی زمین پر کوئی دوسرا شخص ملکیت کا دعویٰ کردے تو اس معاملہ میں حضرت عمرؓ اور حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ دونوں کا طرز عمل یہ تھا کہ اگر کوئی شخص آکر ثابت کرتا کہ زمین اس کی ملکیت تھی،تو اس کو اختیار دیا جاتا تھا کہ یا تو آبادکار کے عمل کا معاوضہ ادا کرکے اپنی زمین لے لے یا زمین کی قیمت لے کر حق ملکیت اس کی طرف منتقل کردے(۲۶)۔

۲۔ عطیہ زمین

عطیات کے ذریعے سے بھی زمین کی ملکیت منتقل کی جاسکتی ہے۔اس بارے میں عہد نبوی صلّی اللہ علیہ وسلّم اور خلافت راشدہ سے مثالیں ملتی ہیں۔موات اور خالصہ زمینوں میں سے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے عطیات عطا فرمائے۔علقمہ بن وائل اپنے والد حجرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کو حضرۃ موت میں ایک زمین عطا کی تھی (۲۷)۔عمرو بن دینارؒ فرماتے ہیں کہ نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم جب مدینہ تشریف لائے تو آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ دونوں کو زمینیں عطا فرمائیں (۲۸)۔بلال بن حارث مزنیؓ کی روایت ہے کہ نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کو وادی عقیق کی پوری زمین عطا کی (۲۹)۔عدیؓ بن حاتم کی روایت ہے کہ نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرات بن حیّان عجلی کو یمامہ میں ایک زمین عطا کی تھی (۳۰)۔موسیٰ بن طلحہؒ کی روایت ہے کہ حضرت عثمانؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں زبیرؓ بن عوام، سعدؓ بن ابی وقاص، عبداللہؓ بن مسعود، اسامہؓ بن زید، خبابؓ بن الأرت (۳۱) عمارؓ بن یاسر اور سعدؓ بن مالک کو زمینیں عطا کیں (۳۲)۔عروہؓ بن زبیر فرماتے ہیں کی رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت زبیرؓ کو خیبر کے علاقے میں ایک ایسا قطعہ زمین عطا فرمایا جس میں کھجوروں کے درخت اور دیگر اشجار تھے (۳۳)۔

عطیہ زمین کی پالیسی سے زمین کی آبادکاری ممکن ہے اور ضرورت مندوں کی ضروریات بھی پوری ہوتی رہتی ہیں۔حکومت صرف موات اور خالصہ زمینوں میں سے ہی عطیہ دے سکتی ہے۔شریعت میں عطیہ کی مدت بھی تین سال رکھی گئی ہے۔ اگر کوئی آباد نہ کر سکے تو اس سے زمین واپس لے لی جائے گی۔امام ابو یوسفؒ اس کے حق میں حضرت عمرؓ کے قول سے استدلال کرتے ہیں کہ قانون یہی ہے کہ جس کے پاس ایک زمین ہو اور وہ اس کو تین برس تک بیکار ڈال رکھے اور آباد نہ کرے، پھر کچھ دوسرے لوگ آ کر آباد کرلیں، تو وہ اس زمین کے زیادہ حقدار ہیں (۳۴)۔اصل مقصد زمین سے استفادہ کرنا ہے۔اگر کوئی زمین کو بےکار رکھ چھوڑتا ہے اور اس سے فائدہ نہیں اٹھاتا تو اس کا عطیہ منسوخ کر دیا جاتا ہے۔عطیہ کی گئی زمین کا درست استعمال نہ ہونے کی صورت میں اس پر نظر ثانی کی جاسکتی ہے۔جیسا کہ بلال بن حارثؓ مزنی کو پوری وادی عقیق دے دی گئی تھی، لیکن بعد ازاں حضرت عمرؓ نے ان کے زیر استعمال رقبہ کو چھوڑ کر باقی زمین ان سے واپس لے کر مسلمانوں میں تقسیم کر دی تھی (۳۵)۔اہلیت کی بنیاد پر عطیہ زمین سے بھی زمین کی آبادکاری ہوسکتی ہے۔اس سے نہ صرف بےآباد زمینیں آباد ہوسکتی ہیں بلکہ روزگار کے مواقع میں بھی اضافہ ممکن ہے۔

۳۔ مزارعت

مزارعت سے مراد وہ عقد ہے جو زمین کی پیداوار کے کچھ حصّہ پر زمین کی زراعت کے لیے کیا جائے (۳۶)۔حکومتی اور انفرادی سطح پر زمین مزارعت پر دینے سے بےکار پڑی ہوئی زمینوں سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔اس سے زرعی

پیداوار میں اضافہ ممکن ہے نیز لوگوں کو روزگار میسر آئے گا۔ حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خیبر کو فتح کیا۔ خیبر کی آدھی زمین ریاست کی ملک قرار دی گئی۔ اس زمین سے لگان (خراج) وصول کیا گیا اور باقی نصف اراضی مجاہدین میں تقسیم کی گئی۔ انھوں نے زمین کا معاملہ بٹائی (مزارعت) پر کیا(۳۷)۔ قیس بن مسلمؒ، حضرت ابو جعفرؒ سے روایت کرتے ہیں کہ مدینہ میں مہاجرین کا کوئی گھرانہ ایسا نہ تھا جو تہائی یا چوتھائی حصّہ پیداوار کے عوض کاشت نہ کرتا ہو۔ بٹائی پر معاملہ حضرت علیؓ، حضرت سعد بن مالکؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ، قاسمؒ اور عروہؒ بن زبیر نے کیا ہے۔ آل ابو بکرؓ، آل عمرؓ، آل علیؓ اور آل ابن سیرین سب بٹائی پر کاشت کرتے تھے۔ اسی طرح عبدالرحمن بن الاسود نے عبدالرحمن بن یزید کو کھیتی میں اپنا شریک بنایا تھا(۳۸)۔ شریعت میں مزارعت کا معاملہ جائز ہے لیکن اس معاملہ میں استحصال والے تمام معاملات کی ممانعت ہے۔ معاہدہ مزارعت میں زرخیز یا نہری اور کنوؤں والی زمین کی پیداوار مالک زمین کو دینا اور مزارع کو کم زرخیز یا بارانی زمین کی پیداوار دینا ناجائز ہے(۳۹)۔ اسلامی تعلیمات کی رُو سے مزارعین کا استحصال جائز نہیں بلکہ مزارعت میں ان کی شرکت کے مطابق پیداوار میں سے مناسب حصّہ دینے کی ترغیب دی گئی ہے تاکہ مزارعین طبقہ بھی خوشحال ہو۔ جب مزارعین کو ان کی محنت کا صلہ ملے گا تو یہ زیادہ محنت اور لگن سے کام کریں گے۔ مزارعت سے زرعی پیداوار میں اضافہ ممکن ہے جس سے ملک زرعی پیداوار میں خود کفالت حاصل کر سکتا ہے۔

۴۔ لگان

کراء الارض سے مراد ایسی سرکاری زمینیں جن سے عشر اور خراج وصول نہ کیا جائے بلکہ ان کو سالانہ اجرت (لگان) مقرر کر کے کاشت کے لیے دیا جائے۔ زمین کو کرایہ پر دینے کی دلیل حضرت عبداللہ بن عباس کی اس روایت سے ہے:

بہتر کام جو تم کرنا چاہو، یہ ہے کہ اپنی خالی زمین کو ایک ایک سال کے لیے کرایہ پر دے دو(۴۰)۔

حضرت عمرؓ نے سواد اور ارض الجبل کی پیمائش کروائی(۴۱)۔ اس سے قابل کاشت رقبہ کا اندازہ ہو گیا جس سے لگان کی وصولی میں سہولت ہوئی۔ لگان عائد کرنے میں بھی عدل واحسان کے اصول کو مدنظر رکھنا ضروری ہے جیسا کہ حضرت عمرؓ فاروق کے عہد سے ثابت ہے۔ خراج کی وصولی میں اصولِ عدل کو ملحوظ رکھا گیا۔ حضرت عبداللہ بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ فتح خیبر کے بعد عبداللہ بن رواحہ مقاسمہ پیداوار کے لیے خیبر جاتے تھے اور ان کی پیداوار کا اندازہ لگاتے تھے۔ جب اہل خیبر ان سے شکایت کرتے کہ آپ نے ظلم کیا تو وہ کہتے تم اندازے کا نفع ہمیں دو یا تم لو، دونوں میں جو مقدار چاہو ہمیں دو۔ اس پر یہودی کہتے اس عدل پر آسمان زمین برقرار ہیں(۴۲)۔

حضرت عمرؓ نے ایک مرتبہ حضرت خذیفہؓ بن الیمان کو دجلہ کی طرف اور حضرت عثمانؓ بن حنیف کو فرات کے کنارے کی زمینوں پر خراج وصول کرنے کے لیے روانہ کیا۔ جب واپس آئے اور خراج کی معقول رقم پیش کی تو حضرت عمرؓ نے فرمایا شاید تم نے زمین سے اس کی حیثیت سے زیادہ خراج وصول کیا ہے۔ یہ سن کر حضرت خذیفہؓ نے فرمایا میں نے ان کے لیے

بہت زیادہ چھوڑا ہے یا میں نے زمین سے مناسب لگان وصول کیا ہے اور جس قدر چھوڑا آیا ہوں وہ بہت زیادہ ہے (۴۳)۔

حضرت عمرؓ بن خطاب کے پاس جب عراق کا خراج وصول ہو کر آتا تو عراق کے متمدن شہروں کوفہ اور بصرہ سے دس دس آدمیوں کا وفد بلاتے اور وہ چار مرتبہ قسمیں کھا کر یہ شہادت دیتے کہ ہم سے یہ جو کچھ وصول کیا گیا ہے بغیر کسی ظلم کے برضا و رغبت وصول کیا گیا ہے۔اس میں نہ کسی مسلمان پر ظلم ہوا ہے اور نہ کسی ذمی پر (۴۴)۔روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام میں لگان عائد کرنے میں عدل، احسان اور نفی ظلم کے اصول کارفرما ہیں۔سرکاری زمینیں لگان پر دی جاسکتی ہیں۔ اس سے زمین کی آبادکاری اور زرعی محاصل میں اضافہ ہوسکتا ہے۔لیکن حکومت کو لگان عائد کرنے میں اسلامی اصولِ لگان کو مدنظر رکھنا ضروری ہے تاکہ کسی کاشتکار کا استحصال نہ ہو۔

پاکستان میں مندرجہ بالا ذرائع کو متعارف کروانے سے بنجر زمینوں کی آبادکاری ممکن ہے۔اس سے قابلِ کاشت رقبہ میں اضافہ ہوگا، پیداوار میں اضافہ سے غذائی قلت کے مسئلے پر قابو پایا جاسکتا ہے۔نیز معاشی خوشحالی بھی ممکن ہے۔

احیاء موات، قطعیہ، مزارعت اور لگان کے اسلامی طریقوں پر عمل پیرا ہونے کے ساتھ ساتھ زرعی زمین کی ترقی کے لیے بھی اقدامات کرنا ضروری ہیں۔آبپاشی کے نظام میں بہتری، کسانوں کو مداخل اور قرضوں کی فراہمی ممکن بنانی چاہیے تاکہ زمین کی استعداد کار سے صحیح استفادہ کیا جاسکے۔اس کی بہترین مثالیں حضرت عمرؓ بن الخطاب اور بنوامیہ اور بنوعباس کے ادوار سے ملتی ہیں۔

۵۔ نہری نظام کی اصلاح

زرعی ترقی کے لیے نہری نظام کی اصلاح ضروری ہے۔حضرت عمر فاروقؓ نے بہتر آبپاشی کی ضرورت کا احساس کیا اور اس نظام کو بہتر بنانے کے لیے نہریں کھدوائیں۔رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بعثت کے زمانے میں شامی سمندر (بحیرہ قلزم) کو کھود کر بحر مغرب کے ساتھ ملا دیا جاتا تھا مگر رومیوں اور خبطیوں نے اس راستے کو بند کر دیا۔حضرت عمروؓ بن العاص نے حضرت عمرؓ فاروق سے نہر کھود کر اس پر پل بنوانے کی اجازت مانگی۔امیر المومنین کی اجازت سے بحیرہ قلزم کا یہ کام مکمل کیا گیا۔اس سے نہ صرف مدینہ منورہ کے بھاؤ مصر کے بھاؤ کی طرح ہو گئے بلکہ اس کے ذریعے مصر کی خوشحالی اور ترقی ہوئی (۴۵)۔اس نہر کی تعمیر سے تجارت کو بھی فروغ ملا۔بصرہ کے والی حضرت ابوموسی اشعری نے آپؓ کے حکم سے نہر ابلّہ کھدوائی (۴۶)۔انبار کے زمینداروں کی درخواست پر حضرت سعد بن وقاص کے زیر اہتمام ایک نہر کی تعمیر شروع ہوئی جسے حجاج بن یوسف نے مکمل کروایا (۴۷)۔دجلہ سے نہر معقل نکالی گئی (۴۸)۔انجینئرنگ کے یہ کام آپؓ کے دور کے شاندار کارنامے ہیں۔آج کے سائنسی دور میں بھی نہری آبپاشی کاشت کاری کے لیے بڑی مفید اور اہم تسلیم کی جاتی ہے۔اسی طرح حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے بصرہ میں نہر ابن عمر کھدوائی (۴۹)۔الحاج نے نہر الصّین کھدوائی۔پھر انھوں نے نہر

النیل ونہرالزابی کھدوائی۔ان نہروں سے زمینوں کو قابلِ کاشت بنایا اور شہرالنیل آباد کیا(۵۰)۔معاویہؓ بن ابی سفیان نے الطبائح (مرداب) میں سے زمینیں نکالیں اور قابلِ کاشت بنایا اور اس کی آمدن پچاس لاکھ درہم تک پہنچ گئی تھی(۵۱)۔البصرہ کی نہرامیر المنصور نے بنوائی تھی، پھراپنے بیٹے جعفر کو ہبہ کر دی۔ یہ نہرامیر المومنین کے نام سے معروف ہوئی(۵۲)۔ پاکستان میں نہری پانی کا مسئلہ شدید صورت اختیار کر چکا ہے۔اگر فوری طور پر اس کی طرف توجہ نہ دی گئی تو پاکستان کی زمین بنجر ہو جائے گی۔ پاکستانی معیشت کا استحکام پانی کا مسئلہ حل کیے بغیر ممکن نہیں۔ بھارت کی جانب سے پاکستانی دریاؤں پر ڈیم بنائے جا رہے ہیں جبکہ پاکستانی حکومت اس معاملے پر خاموش ہے۔

سیلاب سے ملکی معیشت کو نقصان پہنچنے کی سب سے اہم وجہ پاکستان میں ڈیموں کی کمی ہے۔اگر اہم ڈیموں کو تعمیر کر لیا جاتا تو پانی کو ضائع ہونے سے بچایا جا سکتا تھا۔ بھارت میں بھی مون سون کی بارشوں سے سیلاب آیا لیکن ڈیموں کی تعداد میں اضافہ کی وجہ سے بی بی سی کی خبر کے مطابق بھارت کی معیشت کو نقصان نہیں اُٹھانا پڑا۔نیز بھارت نے دریاؤں کا پانی پاکستان کی طرف کھول دیا جس سے پانی کی طغیانی میں اضافہ ہوا اور پاکستانی معیشت کو اربوں ڈالر کے نقصان کا سامنا کرنا پڑا۔سیلاب سے وہ بیج بھی تباہ ہو گئے جو کاشتکاروں نے گندم کی بوائی کے لیے ذخیرہ کیے تھے۔تاہم کاشتکاروں کو ہونے والے نقصان کی تلافی کرنے کے لیے فصلوں کے نرخوں میں اضافہ کیا گیا۔

چاہیے تو یہ کہ ملک میں توانائی کے بحران کے پیشِ نظر کالا باغ ڈیم کی تعمیر ہنگامی بنیادوں پر کی جائے۔دیگر ڈیم بھی ترجیحی بنیادوں پر بنائے جائیں تاکہ زرعی ترقی کے لیے آبپاشی کی سہولیات بہتر ہوں، نیز ملک سے بجلی کے بحران کا مسئلہ بھی حل ہو اور سیلاب سے ہر سال آنے والی تباہی اور بحالی پر اُٹھنے والے اخراجات کو بچایا جا سکے۔

۶۔ قرض حسنہ

چھوٹے قطعہ اراضی رکھنے والے کسانوں کے لیے بلاسود قرضوں کا اجراء ضروری ہے تاکہ وہ زرعی مداخل آسانی سے خرید سکیں۔حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ والیوں کو تاکید فرماتے کہ بنجر زمین کو قابلِ کاشت بنانے کی تدبیر اختیار کریں۔ آپؒ نے عراق کے گورنر کو لکھا کہ بیت المال کے فاضل مال میں سے کاشت کاروں کو زرعی اغراض کے لیے قرضے دیے جائیں(۵۳)۔خلافت راشدہ اور بنوامیہ اور بنوعباس کے ادوار میں نہری نظام اور بنجر علاقوں کی آبادکاری اور قرضوں کی سہولیات سے زرعی آمدن میں اضافہ ہوا۔

سودی زرعی قرضے کسانوں کو آسان شرائط پر بآسانی مل جاتے ہیں لیکن جو کاشتکار حضرات سود پر قرضے نہیں لینا چاہتے، وہ زرعی پیداوار میں اضافے کے لیے کوئی تگ و دو نہیں کر سکتے۔ چاہیے یہ کہ زرعی قرضوں کا سودی بجائے اسلامی طریقہ ہائے تمویل پر اجراء کیا جائے۔شریعت کے بیع سلم کے اصولوں پر زرعی مالی وسائل کی فراہمی ممکن بنائی جائے۔اس

طریقہ کار میں بینک کسان کو اجناس کی قیمت فصل کی تیاری سے پہلے ادا کر دیتا ہے،لیکن جب شے پک کر تیار ہو جاتی ہے تو اس کو قبضے میں لینے کی بجائے کسان (کلائنٹ) ہی اس کو فروخت کرتا اور پھر زرکی صورت میں اس کی ادائیگی بینک کو کرتا ہے۔اس موڈ آف فنانسنگ کو مکمل اسلامی بنانے کے لیے ضروری ہے کہ بینک شے کو قبضے میں لے اور اپنے ایجنٹ کے ذریعے فروخت کرے۔تاہم بیع سلم کے استعمال سے کاشتکار حضرات سودی قرضوں سے آزاد ہو سکتے ہیں۔

اگر پاکستان میں بھی زرعی ترقی کے لیے پالیسیاں بنائی جائیں اور عملی اقدامات کیے جائیں تو شعبہ زراعت کی ترقی ممکن ہے۔

مندرجہ بالا بحث سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ پاکستان میں زرعی ترقی کے لیے مندرجہ ذیل باتوں کو مدنظر رکھنا ضروری ہے۔

- زراعت کو ٹھوس بنیادوں پر ترقی دینے کی ضرورت ہے۔پاکستان کا زرعی شعبہ خوراک میں خود کفالت حاصل کرنے کے علاوہ ملکی ضرورت سے زائد اشیاء پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔اس سے زرعی اشیاء کی برآمدات میں اضافہ ممکن ہے۔
- پاکستان کو زراعت پر مبنی صنعت کو ترقی دینے کی ضرورت ہے تاکہ زرعی اجناس کو مصنوعات میں ڈھالا جا سکے۔ان اشیاء کی برآمدات بڑھانے کے لیے عالمی سطح پر نئی منڈیاں تلاش کی جائیں۔زرعی اشیاء کی برآمدات میں اضافہ سے پاکستان کو قیمتی زرمبادلہ حاصل ہو سکتا ہے۔
- زرعی اصلاحات زرعی ترقی کے لیے ناگزیر ہیں۔تاہم زمین کی تقسیم سیاسی بنیادوں کی بجائے اہلیت کی بنیادوں پر کی جائے۔زرعی اراضی کی تقسیم کے لیے تعلیم اور زرعی شعبے میں علمی مہارت کی بنا پر تقسیم اراضی کی پالیسی وضع کی جانی ضروری ہے۔
- بنجر اور بے کار زمینوں سے استفادہ اور قابلِ کاشت رقبہ میں اضافہ کے لیے اسلامی ذرائع مثلاً احیاء موات،عطیہ،مزارعت اور لگان کا عملی نفاذ کیا جائے۔
- زرعی زمین کی اصلاح کے لیے سہولیات فراہم کی جائیں جیسا کہ زرعی پیداوار اور آمدن میں اضافہ کے لیے حضرت عمرؓ، حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ اور بنو امیہ اور بنو عباس کے حکمرانوں نے نہری نظام کی اصلاح پر توجہ دی۔حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے بیت المال سے زرعی قرضے جاری کیے تاکہ زمین کی آبادکاری کے لیے مالی ضروریات پوری ہو سکیں۔
- زمین سے بہتر طریقے سے استفادہ کرنے کے لیے حکومت کو چاہیے کہ کسانوں کو سہولیات فراہم کرے۔اگرچہ سہولیات فراہم کی جا رہی ہیں لیکن وہ زیادہ تر سیاسی حمایتیوں اور اثر و رسوخ رکھنے والوں کے حصّے میں آتی ہیں۔کسانوں کو زیادہ تر سود پر مبنی قرضے جاری کیے جاتے ہیں۔سودی قرضوں سے مزارعین قرضوں میں بری طرح جکڑ جاتے ہیں۔مزارع جاگیردار سے اگر کسی ضرورت کے تحت قرضہ لیتا ہے تو ساری زندگی اس قرضے کو اتارنے کے لیے جاگیردار کی خدمت کرتا رہتا ہے۔اس لیے ایسی پالیسی بنائی جانی ضروری ہے جس سے اس طبقے کو ریلیف ملے

اور سودی قرضوں سے چھٹکارا حاصل ہو سکے۔ اہلیت کی بنیاد پر زمین دی جائے اور زمین کی آبادکاری کے لیے بلاسود قرضے فراہم کیے جائیں تاکہ زمین کی آبادکاری کے علاوہ کاشتکار طبقہ خوشحال ہو سکے۔

- زرعی زمین پر عشر کا نفاذ کیا جائے تاکہ دیہی علاقے کے غرباء اور مساکین کی ضروریات احسن طریقے سے پوری ہو سکیں۔
- ملکیتِ زمین کی حد مقرر کی جائے اور اضافی زمینوں پر ٹیکس بھی عائد کیے جائیں۔
- زرعی مداخل کے نرخ مناسب ہونے چاہئیں۔ زرعی مداخل کے نرخ گراں ہونے کی ایک اہم وجہ ملکی سطح پر ان کی پیداوار میں کمی ہے۔ ملکی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے (عمدہ بیجوں) کیمیائی کھاد اور کیڑے مار ادویات وغیرہ کو درآمد کیا جاتا ہے۔ ان مداخل پر قیمتی زرمبادلہ خرچ ہوتا ہے، نیز ان کی قیمتوں میں بھی اضافہ ہو جاتا ہے۔ ملکی سطح پر زرعی مداخل کی پیداوار میں اضافہ کے لیے پالیسی مرتب کی جائے مثلاً نئے کارخانے لگائے جائیں اور پہلے سے قائم کارخانوں کی استعداد میں بھی اضافہ کیا جائے۔
- آبپاشی کے نظام میں بہتری لانے کے لیے نئے ڈیموں کی تعمیر ضروری ہے۔ سیم وتھور میں کمی کے اقدامات، لیزر اور زمین ہموار کرنے کی ٹیکنالوجی کا استعمال اور بجلی کے پیدا ہونے والے بحران پر قابو پانا بھی ضروری ہے تاکہ دیہی علاقوں کو بجلی کی فراہمی سے ٹیوب ویلز کے استعمال میں اضافہ ہو سکے۔ پاکستان کے سامنے ہمسایہ ملک بھارت کی مثال ہے جس نے چھوٹے اور بڑے ڈیموں کی تعمیر میں اضافہ کیا، جو زرعی شعبے کی خوشحالی کا اہم سبب ہے۔
- زرعی ترقی کے لیے مؤثر پالیسیاں تشکیل دی جانی بھی ضروری ہیں۔ اسٹیٹ بینک کی رپورٹ کے مطابق اناج کی پروسیسنگ، ذخیرہ کاری اور ڈیری فارمنگ جیسے شعبوں میں سرمایہ کاری کے وسیع مواقع موجود ہیں، تاہم اس کے لیے درکار انفراسٹرکچر کی تشکیل کے لیے ضروری ہے کہ حکومت سرمایہ کاری کے ساتھ ساتھ ایک مؤثر پالیسی تیار کرے(۵۴)۔ پاکستان کو لائف سٹاک کو ترقی دینی ہوگی۔ اس سے پاکستان کی گوشت کی برآمدات میں اضافہ ممکن ہے۔ جیسا کہ اسٹیٹ بینک کی رپورٹ کے مطابق چین نے گوشت (گائے اور بچھڑے) کی عالمی پیداوار میں اپنے حصّے میں اضافہ کیا اور یہ ۱۹۸۰ء میں ۰۶ء فیصد سے بڑھ کے ۲۰۱۱ء میں تقریباً ۱۰ فیصد تک پہنچ گئی۔ اسی طرح برازیل نے اس مدت میں اپنا حصّہ دگنا کرتے ہوئے ۱۶ فیصد تک پہنچا دیا ہے(۵۵)۔
- مؤثر پالیسی کے ذریعہ چھوٹے کسانوں کو مالی فوائد دیے جائیں اور توانائی کے بحران پر قابو پایا جائے۔ ان اقدامات سے زرعی ترقی بلاشبہ ممکن ہے۔

مراجع وحواشی

(۱) Twenty Years of Pakistan Economy 1947-67, (Ed.1st.), (1967), Rawalpindi: Pakistan Publications, p. 717

(۲) Hussain, I. (1999). Pakistan the Economy of an Elitist State, (Ist Ed.), New York: Oxford University Press, p. 21; Gupta, R. (2004). State in India Pak Russia and Central Asia, (Ist Ed.), Deli: Kalpaz Publication, p.153

(۳) The Political Economy of Pakistan 1947-85, (1st Ed.), (1988), London & Newyork: KPI, p. 40

(۴) Akhtar, S. M. Dr. (1986). Economic Development of Pakistan (Revised: Salman Ahmed), (1st Ed.), Lahore: Publishers United LTD, pp.49-50

(۵) Government of Pakistan, Pakistan Economic Survey 1976-77, Islamabad: Ministry of Finance, p.191

(۶) Under development, Poverty and Inequality in Pakistan, (1st Ed.), (1981), Lahore: Vanguard Publications, p.195

(۷) Political Economy of Pakistan, op. cit, p. 94

(۸) ابن سعد، محمد بن سعد الزهری۔ الطبقات الکبری المعروف طبقات ابن سعد، ج۵، ص۳۴۱۔۳۴۲، بیروت: دار بیروت، (۱۳۷۷ھ/۱۹۵۷ء)

(۹) ایضاً، ج۵، ص۳۴۱ (۱۰) ایضاً، ج۵، ص۳۴۲ (۱۱) ایضاً، ج۵، ص۳۴۲۔۳۴۳

(۱۲) ابوعبید، قاسم بن سلام۔ کتاب الأموال، ص ۶۱، قاہرہ: دارالفکر، (۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱ء)؛ ابن خلدون، (س۔ن)، کتاب العبر و دیوان المبتدا والخبر في أیام العرب والعجم والبربر المعروف تاریخ ابن خلدون، ج۲، ص۹۴۲، بیروت: دارلکتاب اللبناني

(۱۳) کتاب الاموال، ص۶۰ (۱۴) الطبقات الکبری، ج۳، ص۲۸۲

(۱۵) ابن حزم، علی بن أحمد بن سعید۔ابومحمد، المحلی، ج۶، (ط۔الأولی) ص۱۵۶، مصر: ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ، (۱۳۵۰ھ)

(۱۶) البخاری، محمد بن اسماعیل۔ ابوعبداللہ۔ الجامع الصحیح، کتاب المزارعۃ، باب ما کان من اصحاب النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم یواسی بعضهم بعضاً فی الزّرعۃ والثّمر، ۲۳۴۲، (ط۔الثانیۃ) ص۳۷۶، الریاض: دارالسلام، (۱۴۱۹ھ/۱۹۹۹ء)

(۱۷) عثمانی، محمد تقی۔(س۔ن)، ہمارا معاشی نظام، ص۳۷، کراچی: مکتبہ دارالعلوم

(۱۸) ابوعبید، قاسم بن سلام۔ص ۶۳

(۱۹) Political Economy of Pakistan 1947-85, op. cit, pp. 94-95

(۲۰) Under development, Poverty and Inequality in Pakistan, p.195

(۲۱) archives.dawn.com/archives/130311, retrieved on 15-06-2012

(۲۲) http://www.seeandreport.com/category/application-forms, retrieved on 15-06-2012

(۲۳) Agri graduate scheme nears fiasco due to depts apathy, The News, 15March, 2012 http://www.thenews.com.pk/Todays-News-5-97681-Agri-graduate-scheme-nears-fiasco-due-to-depts-apathy, retrieved on 15-06-2012

(۲۴) البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الحرث والمزارعۃ، باب من أحیا أرضاً مواتاً، ۲۳۳۵، ص ۳۷۵

(۲۵) ابو یوسف، یعقوب بن ابراہیم۔(س۔ن)، کتاب الخراج، بیروت: دار المعرفۃ ص ۶۵

(۲۶) ابو عبید، قاسم بن سلام۔ص ۲۶۷

(۲۷) السجستانی، سلیمان بن اشعث بن اسحاق۔ ابو داؤد۔ السنن، کتاب الخراج والفیء والامارۃ، باب فی اقطاع الارضین، ۳۰۵۸، ص ۴۴۸، الریاض: دار السلام، (۱۴۲۰ھ/۱۹۹۹ء)

(۲۸) ابو یوسف، یعقوب بن ابراہیم۔ص ۶۱

(۲۹) ابو عبید، قاسم بن سلام۔ص ۲۵۳؛ ابو یوسف، یعقوب بن ابراہیم۔ص ۶۲

(۳۰) ابو عبید، قاسم بن سلام۔ص ۲۵۴　(۳۱) ایضاً ص ۲۵۷　(۳۲) ابو یوسف، یعقوب بن ابراہیم۔ص ۶۲

(۳۳) ابو عبید، قاسم بن سلام۔ص ۲۵۳؛ ابو یوسف، یعقوب بن ابراہیم۔ص ۶۱　(۳۴) ابو یوسف، یعقوب بن ابراہیم۔ص ۶۱

(۳۵) ابو عبید، قاسم بن سلام۔ص ۲۶۷۔۲۶۸؛ ابو یوسف، یعقوب بن ابراہیم۔ص ۶۲

(۳۶) المرغینانی، علي بن أبي بکر بن عبد الجلیل۔أبو الحسن۔(س۔ن)، الھدایۃ شرح بدایۃ المبتدی، ج ۲، ص ۳۸۳، بیروت: دار احیاء التراث العرابی

(۳۷) السجستانی، سلیمان بن اشعث بن اسحاق۔ ابو داؤد، السنن، کتاب الخراج والفيء والامارۃ، باب ماجاء في حکم أرض خیبر، ۳۰۱۰، ص ۴۴۱؛ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو البخاری، الجامع الصحیح، کتاب المزارعۃ، باب المزارعۃ بالشطر ونحوہ، ۲۳۲۸، ص ۳۷۴؛ ایضا، باب المزارعۃ مع الیھود، ۲۳۳۱، ص: ۳۷۴؛ مسلم، مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری، أبو الحسین، الجامع، کتاب المساقاۃ والمزارعۃ، باب المساقاۃ والمعاملۃ بجزء من الثمر والزرع، ۳۹۶۲۔۳۹۶۷، (ط۔الثانیۃ)، ص ۶۷۸، دار السلام، الریاض، (۱۴۲۱ھ/۲۰۰۰ء)

(۳۸) البخاری، الجامع الصحیح، کتاب المزارعۃ، باب المزارعۃ بالشطر ونحوہ ص ۳۷۴

(۳۹) النسائی، احمد بن شعیب بن علی بن سنان۔أبو عبد الرحمن۔السنن، کتاب المزارعۃ، باب ذکر الأحادیث المختلفۃ فی النھی عن کراء الارض بالثلث والربع، ۳۹۳۰، (ط۔الأولی) ص ۵۴۵، ریاض: دار السلام الریاض، (۱۴۲۰ھ/۱۹۹۹ء)

(۴۰) البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الحرث والمزارعۃ، باب کراء الارض بالذھب والفضۃ، ص: ۳۷۷

(۴۱) ابن سعد، محمد بن سعد الزھری۔ج ۳، ص ۲۸۲

(۴۲) الطّبری، محمد بن جریر، أبو جعفر۔تاریخ الأمم والملوک المعروف تاریخ طبری، ج ۲، ص ۱۴۰؛ (ط۔الثانیۃ)، بیروت: دار الکتب العلمیۃ، (۱۴۲۴ھ/۲۰۰۳ء)، ابو یوسف، یعقوب بن ابراہیم۔ص ۵۰

(۴۳) ابو یوسف، یعقوب بن ابراہیم۔ص ۳۷

(۴۴) ایضاً ص ۱۱۴

(۴۵) الطّبری، محمد بن جریر، أبو جعفر۔ج ۲، ص ۵۰۹

(۴۶) البلاذری، أحمد بن یحیي بن جابر۔أبو الحسن۔فتوح البلدان، (ط۔الاوّلی) ص ۲۱۴، بیروت: دار الکتب العلمیۃ، (۱۴۲۰ھ/۲۰۰۰ء)

(۴۷) ایضاً ص ۱۶۷　(۴۸) ایضاً ص ۲۱۴　(۴۹) ایضاً ص ۲۲۱

(۵۰) ایضاً ص ۱۷۶　(۵۱) ایضاً ص ۱۷۷　(۵۲) ایضاً ص ۲۱۷

(۵۳) ابو عبید، قاسم بن سلام۔ص ۲۳۵

(۵۴) State Bank of Pakistan, Annual Report 2010-11, Karachi, p.58

(۵۵) Ibid, Annual Report 2011-12, p.16